وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (الحدیث)

منتخب

حیاۃ الانبیاء علیہم السلام

من

الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر ﷺ

تالیف: الامام شیخ الاسلام

مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و ترتیب و تدوین:

حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

الصِّلَاتُ وَالْبُشَرُ
في
الصَّلَاةِ عَلَى خَيْرِ الْبَشَرِ

تأليفُ

الإمامِ شَيْخِ الإسلامِ مَجْدِ الدِّين مُحَمَّدِ بْن يَعْقُوبَ
الفَيْرُوزَابَادِي (صَاحِبِ القَامُوسْ) المُتَوَفَّى سنة ٨١٧

اعتنى به

يوسف علي بديوي

سماح للنشر والتوزيع
دمشق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفے چند)

الامام الشیخ الاسلام مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۷۲۹ھ/ ۱۳۲۹ء ...... وفات: ۸۱۷ھ/ ۱۴۱۵ء

صاحب القاموس علامہ مجد الدین فیروز آبادی کی کتاب ''الصِلَاتُ وَالبُشَر فِی الصَّلَاۃِ عَلٰی خَیرِ البَشَر'' کی اردو میں شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد صاحب منور نے تلخیص کی ہے اور حیات النبی ﷺ کے عنوان پر شاندار جامع، عام فہم، افادہ واستفادہ کے لئے تیر بہدف عمدہ ومفید رسالہ کا اضافہ کر دیا ہے۔ اس مجموعہ میں اس کو شریک اشاعت کیا جارہا ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هو الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نوراً

عرض مرتب

سرور کائنات ﷺ کی ذات مقدس پر درود و سلام کا تحفہ قبر اطہر کے پاس حاضر ہو کر قریب سے پیش کرنا یا دور سے بھیجنا دونوں موقوف ہیں۔ حیات فی القبر پر اس لئے درود و سلام پیش کرنے، درود بھیجنے اور عقیدہ حیات النبی ﷺ کے درمیان چولی دامن کا ساتھ ہے ان کے درمیان بہت گہرا ربط اور جوڑ ہے۔ شیخ الاسلام فیروز آبادی رحمہ اللہ کی عظیم کتاب "الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر" درود شریف کے فضائل اور ثمرات و بشارات پر بے مثال کتاب ہے لیکن نبی کریم ﷺ کی ذات مقدس پر درود و سلام اور حیات النبی ﷺ کے درمیان لزوم ہے۔ اس وجہ سے مذکورہ بالا کتاب میں حیات النبی ﷺ کے متعلق بڑا مواد اور متعدد دلائل موجود ہیں۔ بلکہ شیخ الاسلام فیروز آبادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الصلاۃ کے (ص ۱۴۸) پر عنوان قائم کیا ہے: "الدلیل علی حیاۃ النبی ﷺ فی قبرہ" اس کے تحت انہوں نے متعدد امور بطور دلیل کے ذکر کئے ہیں بعض فکر مند، مخلص احباب نے تقاضا کیا کہ اس کتاب میں حیات النبی ﷺ کے بارے میں جو مواد ہے اس کو الگ مستقل رسالے کی شکل میں مرتب کر دیا جائے تو حیات النبی ﷺ کے موضوع پر ایک مفید رسالہ تیار ہو جائے گا اور اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ ناچیز بندہ نے اپنی سعادت سمجھتے ہوئے اللہ کا نام لے کر اس کام کو شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل ہوئی اور چند دنوں میں رسالہ مرتب ہو گیا۔ رسالہ کو مفید تر بنانے کے لئے ترتیب و تسہیل کے علاوہ فوائد کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جس میں زیادہ تر وجوہ استدلال کی وضاحت کی گئی ہے۔ اقتباسات کا بقید صفحہ حوالہ بھی دے دیا ہے۔

پاکستان میں فتنہ انکار حیات النبی ﷺ شروع ہوا تو اوّلین احتساب اور تعاقب کرنے والی اور اس میں بنیادی اور کلیدی کردار ادا کرنے والی چار شخصیات ہیں:

(۱) شیخ المحدثین، شیخ المشائخ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ، (۲) مجاہد ملت، عظیم مدبر، سادگی اور خطابت میں بے مثال حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمہ اللہ، (۳) وقت کے ابوذر سیف من سیوف اللہ، پیکر اخلاص حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ، (۴) فقیہ العصر شیخ الحدیث والتفسیر، عظیم سیاسی مدبر، وکیل ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام کے روح رواں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ۔ احقر بامید قبولیت عند اللہ و عند الناس ان چار بنیادی شخصیات کی طرف انتساب کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ (احقر العباد منیر احمد منور غفرلہ)

اہل السنت والجماعت کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور اس پر دلائل

نبی کریم ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الوفات کے بارے میں وہی عقیدہ ہے جو شیخ الاسلام فیروز آبادی نے الصلاۃ البشر کے (ص ۱۴۸) پر "الدلیل علی حیاۃ النبی ﷺ فی قبرہ" کا عنوان قائم کر کے عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ اور اس کے دلائل تحریر کئے ہیں۔ فرماتے ہیں:

''ان نبینا ﷺ احیاہ اللہ تعالی بعد موتہ حیاۃ تامۃ و استمرت تلک الحیاۃ الی الآن و ھی مستمرۃ الی یوم القیامۃ'' بے شک ہمارے نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد زندہ کیا کامل حیات کے ساتھ اور وہ حیات اب تک برقرار ہے اور قیامت کے دن تک برقرار رہے گی۔

اس پر بطور دلیل چند امور درج کئے جاتے ہیں:

اس پر چار دلیلیں پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''وامثال ذالک دلائل قاطعۃ علی انھم احیاء باجسادھم'' اور ان جیسے قطعی دلائل اس بات پر موجود ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔

فائدہ: اس سے چند امور معلوم ہوئے: (۱) ذائقہ موت کو چکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ فوراً حیات پیدا کر دیتے ہیں اس کی تائید ہوتی ہے میت کے کفن دینے والے، غسل دینے والے کو پہچاننے والی احادیث سے۔ نیز قدموں کی آہٹ سننے والی حدیث سے (۲) موت کے بعد زندہ کرنے سے معلوم ہوا کہ زندہ اسی کو کیا جاتا ہے جس پر موت آئی اور وہ جسد عنصری ہے کیونکہ روح پر اور جسد مثالی پر موت نہیں آتی (۳) تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ انبیاء علیہم السلام کی حیاۃ بعد الوفات حیات کامل یعنی حقیقی حیات ہے عام اموات کی طرح نوع من الحیاۃ نہیں جو بقدر احساس کمزور درجہ کی حیات ہے۔

پس کیفیت کے اعتبار سے جسد عنصری کی اس حیات کا نام حقیقی حیات ہے۔ محل موت دنیا والا حسی عنصری جسم ہے تو اس کا نام حیات دنیوی، حیات جسمانی، حیات حسیّ ہے اور مکان حیات عالم برزخ ہے اور حیات ہے بھی مخفی، زیر پردہ تو اس کا نام حیات برزخی ہے اور چونکہ حیات بعد الوفات کا محل اصالۃً روح ہے، جسم تبعاً ہے۔ نیز برزخی احوال کا اصالۃً تعلق روح کے ساتھ ہوتا ہے جسم کے ساتھ تبعاً تو اس کو حیات روحانی کہا جاتا ہے۔ لہٰذا حیات برزخی یا حیات روحانی کے لفظ سے دھوکہ نہیں ہونا چاہئے۔ مختلف اعتبارات سے جسد عنصری کی حیات بعد الوفات کے مختلف نام ہیں:

دلیل نمبر ۱: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ولاتحسبن الذین قتلوا (تا) یرزقون'' جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کے مردہ ہونے کا گمان و خیال بھی نہ کرو جب کہ وہ زندہ ہیں اور ان کی یہ زندگی ان کے رب کے ہاں ظاہر ہے اور نبی کریم ﷺ کو بھی کامل ترین اعلیٰ درجہ کی شہادت حاصل ہے۔ کیونکہ خیبر میں آپ ﷺ کو کھانے میں یہود نے جو زہر دیا تھا آپ کی موت میں اس کا بھی دخل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے واضح طور پر کہا ہے: ''بانہ مات شھیداً'' آپ کی موت شہادت والی موت ہے۔

(الصلاۃ ص ۱۴۸)

دلیل نمبر ۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز بھی پڑھتے ہیں۔ (مسند ابی یعلی ۳۴۲۵، الصلاۃ ص ۱۴۸)

دلیل نمبر ۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں اس رات موسیٰ علیہ السلام (کی قبر) کے پاس آیا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ۲۳۷۵، الصلاۃ ص ۱۴۹)

فائدہ: نبی کریم ﷺ بیت المقدس گئے تو آپ نے اسی زمین پر سفر کیا اور قبر بھی سرخ ٹیلے کے پاس اسی زمین پر تھی اور زمینی قبر میں جسد عنصری ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے جسد عنصری کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ زندہ کھڑا ہوتا ہے مردہ کھڑا نہیں ہوتا۔ نماز بھی زندہ پڑھتا ہے مردہ نماز نہیں پڑھتا معلوم ہوا کہ انبیاء کے اجساد عنصریہ زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۴: اسراء والی حدیث، آپ ﷺ کا انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا ہر ایک صورۃ کا یا اس کی کسی حالت کا ذکر کرنا یا بیت معمور کے ساتھ ٹیک لگانے کا ذکر کرنا۔ (صحیح مسلم ۱۶۲) اور ان جیسے جسمانی احوال کا ذکر فرمانا اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے اجساد عنصریہ کے ساتھ زندہ ہیں۔ (الصلاۃ ص ۱۴۹)

دلیل نمبر ۵: ستائیس نمبر پر حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ یہ پکی بات ہے اللہ تعالیٰ زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔

(سنن ابی داؤد ۱۰۴۷، سنن نسائی ۱۳۷۴، سنن ابن ماجہ ۱۰۸۵، الصلاۃ ص ۱۴۹)

فائدہ: شیخ الاسلام فیروز آبادی نے اشارہ کیا ہے حدیث نمبر ۲۷ کی طرف جو الصلاۃ کے ص ۴۹ پر مذکور ہے، تفصیلی حدیث یوں ہے: ''ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فاکثر و اعلی من الصلاۃ فیہ فان صلاتکم معروضۃ علی قال قالوا یا رسول اللہ و کیف تعرض صلاتنا علیک و قد ارمت قال ان اللہ عزو جل حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء'' تمہارے ایام میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ لہٰذا اس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، صحابہ کرام نے عرض کیا آپ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے، درود کیسے پیش ہوگا؟ آپ نے فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو کھائے۔

پس آپ ﷺ کا جسم مبارک محفوظ بھی ہوگا اور زندہ بھی اس لئے آپ ﷺ پر درود پیش ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ د ودروح اور جسد عنصری کے مجموعہ پر پیش ہوتا ہے کیونکہ زمین کے کھانے یا نہ کھانے کا تعلق جسد عنصری کے ساتھ ہے جو زمین میں مدفون ہے اس کا تعلق روح اور جسد مثالی کے ساتھ نہیں، کیونکہ روح اور جسد مثالی اس ارضی زمین میں مدفون نہیں ہوتے نہ زمین ان کو کھا سکتی ہے۔ جب جسد عنصری اور روح دونوں پر درود پیش ہوتا ہے تو یہ تب ہو سکتا ہے جب عنصری میں حیات ہو۔

دلیل نمبر ۶: ''عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ اکثر و الصلاۃ علیٰ یوم الجمعۃ فانہ یوم مشھودۃ تشھدہ الملائکۃ و ان احد لن یصلی علیٰ الا عرضت علیٰ صلاتہ حتی یفرغ منھا قال قلت و بعد الموت؟ قال و بعد الموت، ان اللہ تعالٰی حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیّ یرزق۔ رواہ ابن ماجہ'' حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ یہ ایسا دن ہے جس میں ملائکہ (بکثرت) حاضر ہوتے ہیں اور بے شک جب کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو درود سے فارغ ہونے تک اس کا درود مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے میں نے دریافت کیا۔ موت کے بعد بھی پیش ہوگا؟ فرمایا جی ہاں! موت کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اس کو (جنت کا برزخی) رزق دیا جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ ۱۶۲۷)

اس حدیث میں انقطاع ہے (لیکن بوجہ شواہد و متابعات انقطاع والا ضعف دور ہو جاتا ہے: منورؔ)

اصل کتاب میں ''حتی'' ہے جو انتہاء پر دلالت کرتا ہے اور اس پر جملہ پورا ہو جاتا ہے اور حاشیہ میں ''حتی'' کی جگہ ''حین'' ہے جو ظرف ہے ''حین'' کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ درود سے فارغ ہونے کے بعد بلا تاخیر درود پیش کیا جاتا ہے اور ''حتی یفرغ'' کے مطابق فارغ ہونے سے پہلے درود پڑھتے وقت ہی درود پیش کر دیا جاتا ہے، دونوں صورتوں کے مطابق درود کے پیش ہونے میں تاخیر نہیں ہوتی۔ (الصلاۃ ص ۵۰ حدیث نمبر ۳۰)

فائدہ: بوسیدہ ہونے نہ ہونے کا تعلق جسد عنصری کے ساتھ ہے روح یا جسد مثالی کے ساتھ نہیں صحابہ کرام کے سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ درود روح یا جسد مثالی پر پیش ہوتا ہے اور وہ بوسیدہ نہیں ہوتا بلکہ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ معلوم ہوا کہ یہ تعلق روح درود جسد عنصری پر پیش ہوتا ہے جو زمین میں مدفون ہے، کیونکہ زمین کے کھانے نہ کھانے کا تعلق اسی جسم کے ساتھ ہے جو زمین میں ہے اور وہ جسد عنصری ہے۔ پس درود بھی اسی پر پیش ہوتا ہے۔

دلیل نمبر ۷: ''عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ ان اقربکم منی یوم القیامۃ فی کل موطن اکثر کم علیّ صلاۃ فی الدنیا من صلی علیّ یوم الجمعۃ و لیلۃ الجمعۃ مأۃ مرۃ قضی اللہ تعالیٰ لہ مأۃ حاجۃ سبعین من حوائج الآخرۃ و ثلاثین من حوائج الدنیا۔ ثم یوکل اللہ تعالیٰ بذالک ملکا یدخلہ فی قبری کما تدخل علیکم الھدایا یخبرنی من صلی علیّ باسمہ و نسبہ الی عشیرتہ۔ فأثبتہ عندی فی صحیفۃ بیضاء''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ہر جگہ تم میں سے، مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر درود زیادہ پڑھے گا اور جو آدمی جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر سو ۱۰۰ مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری فرمائیں گے ستر ۷۰ حوائج آخرت میں اور تیس ۳۰ حوائج دنیا میں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ میری قبر پر فرشتہ مقرر کر دے گا جو میری قبر پر درود اس طرح داخل کرے گا جس طرح تم پر تحفے تحائف داخل ہوتے ہیں اور جس نے مجھ پر درود پڑھا فرشتہ مجھے اس کے نام و نسب اور قبیلہ کی خبر دے گا میں اپنے پاس سفید صحیفہ میں محفوظ کر لوں گا۔

اس کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب جزء حیات الانبیاء میں ذکر کیا ہے۔ نیز اس کو ابن بشکوال حافظ نے بھی ذکر کیا ہے اور اس کو ابو الیمن بن عساکر نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے اخیر میں ہے: ''میرا علم موت کے بعد بھی ایسے ہی ہوگا جیسے میرا علم میری حیات میں ہے۔'' (الصلاۃ ص ۵۱ حدیث ۳۳)

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۳۰۳۵ ورواہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق ج ۵۴، ص ۳۰۱)

فائدہ: (۱) قبر کی تخصیص سے معلوم ہوا کہ درود اسی ارضی قبر میں موجود جسم عنصری اور روح کے مجموعہ پر پیش ہوتا ہے اور پڑھنے والا بھی اسی قبر کے پاس پڑتا ہے، (۲) فرشتہ کے قبر میں تحفہ درود داخل کرنے سے معلوم ہوا کہ صاحب قبر زندہ ہے ورنہ روح پر پہنچانے کے لئے تحفہ درود کو قبر میں داخل کرنے کی کیا ضرورت تھی، (۳) صاحب

قبر کو درود پڑھنے والے کے نام ونسب اور قبیلہ کی خبر دینا تب ہو سکتا ہے جب اس میں حیات ہو، (۴) تحفہ درود کو قبر میں پیش کرنے کو تشبیہ دی ہے دنیوی تحائف کے ساتھ اور دنیاوی تحائف روح اور جسد عنصری کے مجموعہ پر پیش ہوتے ہیں نہ کہ فقط روح پر، اسی طرح تحفہ درود بھی روح اور جسد عنصری کے مجموعہ پر پیش ہوتا ہے، (۵) نام ونسب اور قبیلہ کی خبر اپنے پاس سفید صحیفہ میں محفوظ وہی کر سکتا ہے جو زندہ ہو مردہ خبر پائے گا کیسے اور محفوظ کرے گا کیسے؟

دلیل نمبر ۸: ''عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمار بن یاسر ان اللہ اعطی ملکا من الملائکة اسماع الخلائق و فی لفظ اسماء الخلائق و هو قائم علی قبری الی ان تقوم الساعة لیس احد من امتی یصلی علیّ صلاة الا قال یا احمد فلان بن فلان باسمه و اسم ابیه صلی علیک کذا و کذا و ضمن لی الرب عز و جل انه من صلی علیّ صلاة صلی الله علیه عشرا و ان زاد زاده الله۔ اخرجه البزار فی مسنده''

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو مخلوقات میں سے ہر مخلوق کے لئے علیحدہ علیحدہ کان عطاء کئے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے مخلوقات کے نام بتا رکھے ہیں اور وہ فرشتہ قیامت تک میری قبر پر کھڑا رہے گا اور میری امت میں سے جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھے گا وہ فرشتہ پکار کر کہے گا اے احمد! فلاں بن فلاں نے آپ پر اتنا اتنا درود پڑھا ہے اور رب عز وجل اس بات کا ضامن ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا اور اگر وہ درود زیادہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ بھی زیادہ رحمت نازل فرمائیں گے۔ (مسند بزار ۱۴۲۵)

ابن عساکر نے اس حدیث کو مختلف متعدد اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے ابن عساکر کی حدیث میں ہے جب میں وفات پا جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو میری قبر پر کھڑا کر دے گا۔ پس جب کوئی آدمی مجھ پر درود پڑھے گا تو فرشتہ کہے گا فلاں بن فلاں نے آپ پر درود پڑھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ (الصلاۃ ص ۷۰ حدیث ۸۶)

فائدہ: (۱) فرشتہ یا احمد کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنائے گا یہ تب ہو سکتا ہے کہ آپ زندہ ہوں اور وہ فرشتہ بھی آپ کو زندہ سمجھتا ہو، (۲) مخاطب کو آواز تب دی جاتی ہے جب وہ سنتا ہو اور سنتا وہی ہے جو زندہ ہو، (۳) فلاں بن فلاں کے درود پڑھنے کی خبر تب دے سکتے ہیں جب آپ سنتے ہوں اور خبر وہی سنتا ہے جو زندہ ہوتا ہے۔

دلیل نمبر ۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''و صلوا علیّ فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم'' رواہ ابوداؤد باسناد حسن۔ (سنن ابی داؤد ۲۰۴۲)

اور تم مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ تم جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔ (الصلاۃ ص ۷۰ حدیث ۸۷)

فائدہ: یہ حکم عام ہے حیات میں بھی اور بعد الوفات بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا پیش ہونا فرشتہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس درود پہنچانا دلیل حیات ہے ورنہ بے جان مخلوق کے پاس نہ کوئی سلام بھیجتا ہے اور نہ ہی کوئی سلام پہنچاتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۰: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلوا علیّ و سلموا فان صلوتکم و سلامکم تبلغنی اینما کنتم۔ رواه الحافظ ضیاء الدین مسندا و اسماعیل القاضی مرسلاً''

(فضل الصلوۃ علی النبی ۲۰، مسند ابی یعلی ۶۷۶۱)

مجھ پر درود وسلام پڑھو کیونکہ تم جہاں بھی ہو تمہارا درود وسلام پہنچتا ہے اور ہمارے شیخ ابوالحسن عبدالکافی نے کہا یہ حدیث سنن ابی داؤد میں ہے، لیکن اس میں سلام کا ذکر نہیں۔ جب کہ اس حدیث میں سلام کا ذکر بھی ہے۔ (الصلاۃ ص ۷۱ حدیث ۸۸) طرز استدلال گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر ۱۱: ''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن احد یصلی علیَّ الا رد اللہ تعالیٰ علیَّ روحی حتی ارد علیہ''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی مجھ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ کردے گا۔ حتیٰ کہ میں جواب دوں گا۔

(سنن ابی داؤد ۲۰۴۲، مسند احمد ج ۲ ص ۵۳) میں یہ لفظ ہیں ''مامن احد یسلم علیَّ''

سوال: ''رد اللہ علیَّ روحی'' اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دے گا، اس کا کیا مطلب ہے؟

اس کے دو جواب ہیں (۱) امام بیہقی رحمہ اللہ اپنے رسالے (جزء حیاۃ الانبیاء فی قبورہم ص ۹۹) میں لکھتے ہیں اس کا معنی یہ ہے: ''الا وقد رد اللہ علیَّ روحی'' یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور تدفین کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روح کو لوٹا دیا ہے، سلام کرنے والے کو سلام کا جواب دینے کے لئے پھر لگاتار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک میں روح برقرار رہتی ہے۔

(۲) ہمارے شیخ ابوالحسن بن عبدالکافی نے ذکر فرمایا ہے کہ رد سے رد معنوی مراد ہو۔ رد معنوی کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک حضرت الٰہیہ کی تجلیات کے مشاہدہ میں اور ملاء اعلیٰ کے انوارات میں مستغرق ہونے کی وجہ سے اس عالم سے منقطع ہو جاتی ہے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا جاتا ہے تو روح مبارک اس عالم کی طرف متوجہ کی جاتی ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے والے کے سلام کا ادراک کریں اور سلام کا جواب دیں۔

(الصلاۃ ص ۷۱ حدیث ۹۰)

فائدہ: سلام زندہ کو کیا جاتا ہے مردہ کو نہیں۔ (۲) سلام کا جواب بھی زندہ دیتا ہے نہ کہ مردہ۔ (۳) روح کا جسد کی طرف لوٹانا اور اس میں دائمی طور پر قرار پکڑنا یہ بھی حیات کا تقاضا کرتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۲: ''من صلّی علیَّ من قریب سمعته ومن صلّی علیَّ من بعید ابلغته'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مجھ پر قریب سے درود پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ (حدیث نمبر ۹۰ کی ضمنی حدیث ص ۷۱)

فائدہ: مذکورہ بالا حکم عام ہے حیات اور بعد الوفات کی دونوں حالتوں کو شامل ہے قریب سے خود سننا یا دور سے پہنچایا جانا یہ دونوں امر موقوف ہیں۔ اس بات پر کہ سننے والا اور جس کو سلام پہنچایا جا رہا ہے وہ زندہ ہو۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود وسلام دور یا نزدیک سے پڑھنے کی سعادت اسی کو حاصل ہوگی اور وہی اس کا حق دار ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد الوفات کا قائل ہو اور درود وسلام کا پیغام پہنچانے والا بھی تب پیغام پہنچائے گا جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ مانتا ہو گا۔

دلیل نمبر ۱۳: ''عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من مسلم یسلم علیّ فی شرق ولا غرب الا وانا وملائکة ربی ترد علیه السلام فقال له قائل یا رسول الله فما بال اهل المدینة فقال ما یقال بکریم فی جیرته وجیرانه انما مما امر به من حفظ الجوار وحفظ الجیران ذکره الحافظ ضیاء الدین المقدسی وقال غریب''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، جب میری طرف سلام کا تحفہ بھیجتا ہے تو میں اور رب کے فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ ایک سائل نے دریافت کیا: آپ ﷺ نے اہل مشرق ومغرب کا ذکر فرمایا ہے اہل مدینہ کا ذکر نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ما یقال بکریم فی جیرته وجیرانه انه مما امر به من حفظ الجوار وحفظ الجیران'' شریف اور ذمہ دار پڑوسی کا نام لے کر یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ فلاں پڑوسی کو ہمسائے کے حقوق ادا کا حکم دیا گیا ہے۔

اس حدیث کو حافظ ضیاء الدین مقدسی نے ذکر کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (القول البدیع للسخاوی ص ۱۲۳ اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۳۴۹ میں ذکر کیا ہے۔ (الصلاۃ ص ۲۷ حدیث نمبر ۹۲)

فائدہ (۱): دور سے بالواسطہ اور قریب سے بلاواسطہ وہی سلام سنتا ہے اور جواب دیتا ہے جو زندہ ہو۔

فائدہ (۲): غریب کہنے سے ضعف لازم نہیں آتا۔ امام ترمذی سنن ترمذی میں فرماتے ہیں هذا حدیث غریب حسن اور غریب کا مطلب یہ ہے کہ سلسلہ سند میں کسی جگہ روایت کرنے والا ایک راوی ہو۔ اگر وہ راوی ثقہ ہے تو وہ حدیث غریب بھی ہے اور صحیح بھی۔

دلیل نمبر ۱۴: ''عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ ان لله ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں اور مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔ اس کو امام نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ میں، ابوحاتم نے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اور اسماعیل قاضی نے روایت کیا ہے صحیح اسناد کے ساتھ۔ (سنن نسائی ۱۲۸۲، مسند احمد ۳۸۷، صحیح ابن حبان ۹۱۴، المستدرک ۳۵۷۶، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی ص ۶۶)

(الصلاۃ ص ۴۷ حدیث ۹۸)

فائدہ: معلوم ہوا کہ روئے زمین پر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے والے مسلمانوں کا اور درود پہنچانے والے فرشتوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جسد اطہر بعد الوفات حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہے۔ بعد الوفات سرور کائنات ﷺ کے عشق ومحبت کے جذبہ سے سرشار عشاق ومحبین کے جذبات کی تسکین وطمانیت کے لئے بعض حدیثوں میں قبر رسول کی زیارت کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے قائم مقام قرار دے کر قبر اطہر کی زیارت اور عند القبر درود وسلام کی ترغیب دی گئی کہ قبر اطہر کی زیارت کو اپنی زیارت قرار دیا۔ قبر اطہر کی زیارت قیامت کے روز شفاعت رسول ﷺ کا ذریعہ بتایا، قبر اطہر کی زیارت اور درگاہ نبوت میں درود وسلام پیش کرنا سرور کائنات، سرور دو عالم ﷺ کے جواب سے مشرف ہونے کا ذریعہ فرمایا۔

خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر اطہر سے دوری اور عدم حضوری کو جفوہ یعنی بے رخی اور سنگ دلی قرار دے کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قبر اطہر کے پاس حاضری کا جذبہ، ولولہ اور تڑپ پیدا کر دی۔ یہ سب کچھ تبھی ہوسکتا ہے جب قبر اطہر میں محفوظ جسد اقدس میں حیات ہو اور اگر مٹی کے ڈھیر میں اور قبر میں کوئی فرق نہیں، اگر العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ! امام الانبیاء سید الرسل، رحمۃ اللعالمین، محبوب رب العالمین کے جسد انور میں اور تودہ خاک میں کوئی فرق نہیں تو پھر قبر مبارک کی زیارت اور قبر کے پاس درود وسلام پیش کرنے اور سلام کے جواب کی نوید سنانے کا کیا فائدہ؟ فقط روح مبارک پر درود وسلام تو ہر جگہ سے بھیجا جا سکتا ہے۔ پس یہ سب امور اس بات کا ثبوت ہیں کہ مدینہ منورہ والی قبر اطہر میں موجود محفوظ جسد عنصری میں حیات ہے اور اسی حیات کی وجہ سے آپ ﷺ امتیوں کا درود وسلام سنتے ہیں اور جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں۔

قبر اطہر کی زیارت کا شرعی حکم

شیخ الاسلام فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بحث کے آغاز میں لکھا ہے: ''اعلم ان الصلوٰۃ علی النبی ﷺ عند قبرہ الخ'' جان لیجئے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کے پاس جا کر درود پیش کرنے کی بہت تاکید ہے۔ لہٰذا اس عظیم شرف اور بلند درجہ کے ذریعہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے سواریوں کو کام میں لا کر سفر کرنا مستحب ہے۔ اس کے متعلق شیخ الاسلام فیروز آبادی نے فقہی مذاہب اربعہ کی کتب کے حوالہ سے قبر اطہر کی زیارت کے استحباب پر محققین حضرات سے متعدد نقول پیش کر کے بطور خلاصہ کہتے ہیں: ''واکثر عبارات الفقہاء اصحاب المذاھب تقتضی استحباب السفر للزیارۃ لانھم استحبوا للحجاج بعد الفراغ من الحج الزیارۃ ومن ضرورتھا السفر'' فقہی مذاہب اربعہ کے اکثر فقہاء کی عبارات تقاضا کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت مستحب ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک حج سے فارغ ہونے کے بعد حجاج کے لئے قبر اطہر کی زیارت کرنا مستحب ہے اور ظاہر ہے کہ حج اور اس زیارت کے لئے سفر کرنا ناگزیر ہے یہ سفر تو حج اور زیارت قبر اطہر کا مشترک سفر ہے رہا محض خالصۃً قبر اطہر کی زیارت کے لئے سفر کرنا تو اس پر بھی بہت دلائل ہیں۔

احادیث مبارکہ میں قبر اطہر کی زیارت کرنے کی اور بوقت حاضری سلام پیش کرنے کی نہ صرف یہ کہ ترغیب ہے بلکہ تاکید ہے اور ساتھ ہی آنحضرت ﷺ کی طرف سے سلام کے جواب کی خوش کن، پرمسرت اور ایمان ومحبت افزاء نوید ہے۔ نیز قبر اطہر پر بوقت حاضری سفارش اور دعا کی درخواست بلکہ خود لفظ زیارت بھی تقاضا کرتا ہے، مزُور کی حیات اور اس کے شعور وادراک کا۔ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں: ''ویکفی فی ھذا تسمیۃ المسلم علیھم زائر، ولولا انھم یشعرون بہ لما صح تسمیۃ زائرا فان المزوَر ان لم یعلم بزیارۃ من زارہ لم یصح ان یقال زارہ ھذا ھو المعقول من الزیارۃ عند جمیع الامم'' میت کے شعور وادراک کے ثبوت میں علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ اس دعویٰ کے اثبات میں اموات کو سلام کرنے والے کا نام زائر رکھنا ہی کافی ہے۔ کیونکہ اگر اموات کو سلام کنندہ کا شعور نہ ہو تو سلام کرنے والے کو زائر کہنا صحیح نہیں کیونکہ جس کی زیارت کرنا مقصود ہے اگر اس کو زائر کی زیارت کا پتہ نہ چلے تو یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس نے اس کی زیارت کی ہے۔ تمام کے نزدیک زیارت کا یہی مفہوم سمجھا

جاتا ہے۔ لہٰذا زیارت کا لفظ ہی تقاضا کرتا ہے کہ صاحب قبر کو زائر کی زیارت کا شعور وادراک تب ہوگا جب حیات ہو۔ (کتاب الروح ص۹ ج ۱۳ مسئلہ اولیٰ)

فائدہ: یہ ثابت شدہ حقائق موقوف ہیں قبر اطہر میں محفوظ وموجود جسد عنصری کی حیات پر اس لئے قبر اطہر کی زیارت کے استحباب کے جتنے دلائل ہیں وہ حیات کے دلائل بھی ہیں، اس لئے ہم دلائل زیارت کو دلائل حیات کے نمبرات کی ترتیب سے ذکر کریں گے، تاکہ ایک ہی دلیل سے دونوں دعوے ثابت ہو جائیں۔

دلیل نمبر ۱۵: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''ولو انھم اذ ظلموا الخ'' (النساء: ۶۴) جس وقت انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اگر وہ آپ کے پاس آتے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے اور اللہ کا رسول بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتا تو وہ اللہ کو پاتے توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا۔ (الصلاۃ ص ۱۴۵)

فائدہ: یہ حکم عام ہے، حیات اور بعد الوفات کی دونوں حالتوں کو شامل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں، بلاشبہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور تحقیق آپ ﷺ کی امت کے اعمال آپ پر پیش ہوتے ہیں، اس سے بعد الوفات آپ ﷺ کی قبر اطہر پر آکر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا اور رسول اللہ ﷺ سے بخشش طلب کرنے کی درخواست کرنا ثابت ہوتا ہے۔ ظلم علی النفس کرنے والوں کی آپ ﷺ کے پاس آمد اور آپ کا ان کے لئے بخشش طلب کرنا دلیل حیات ہے۔

دلیل نمبر ۱۶: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اس کو دارقطنی، ابن ابی الدنیا، ابوبکر بن خزیمہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ (سنن دارقطنی ۱۵۹ ج ۲، الکامل فی الضعفاء ص ۳۵۱ ج ۳، الصلاۃ ص ۱۴۵)

دلیل نمبر ۱۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''من جاءنی الخ'' جو آدمی محض زیارت کے لئے میرے پاس آیا (حیات میں یا بعد الوفات) اور وہ صرف اور صرف میری زیارت کے لئے نکل آیا ہے کسی اور مقصد کے لئے نہیں نکلا تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی بنوں۔

(معجم کبیر ۲۹۱، معجم اوسط ۶ ج ۵۴۶ ج ۴، الصلاۃ ص ۱۴۶)

دلیل نمبر ۱۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مدینہ میں میری زیارت کی (دنیا میں یا بعد الوفات) اور وہ مدینہ ہی میں فوت ہوا تو قیامت کے دن وہ شخص میرے پڑوس میں ہوگا۔ امام بیہقی نے اس کو ذکر کیا ہے۔ (شعب الایمان ص ۱۵۸ ج ۴، الصلاۃ ص ۱۴۷)

دلیل نمبر ۱۹: ابوعوانہ اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے طلب ثواب کی نیت سے مدینہ میں میری زیارت کی (حیات میں یا بعد الوفات) قیامت کے دن میں اس کی سفارش کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔ (شعب الایمان ۱۵۷ ج ۴، الصلاۃ ص ۱۴۷)

دلیل نمبر ۲۰: امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں امام دارقطنی نے سنن دارقطنی میں حضرت حاطب سے مرفوع حدیث نقل کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی پس اس نے گویا میری حیات میں زیارت کی۔ (سنن دارقطنی ۲۷۸ ج ۲، شعب الایمان ۱۵۱ ج ۴، الصلاۃ ص ۱۴۷)

فائدہ: (۱) جیسے دنیا میں بوقت زیارت نگاہ نبوت کے زیر سایہ آ جاتا تھا وفات الرسول کے بعد بھی قبر پر حاضری دینے والا نبوت کے زیر سایہ آ جاتا ہے۔ (۲) جیسے دنیا میں زیارت رسول از یاد ایمان و محبت کا ذریعہ تھی بعد الوفات بھی یہ فیض جاری ہے۔ (۳) جیسے دنیا میں زیارت رسول مقبول ﷺ باعث اجر وثواب تھی ایسے ہی بعد الوفات بھی اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔ (۴) جیسے دنیا میں زیارت رسول مقبول ﷺ کے وقت سلام کا جواب نصیب ہوتا تھا بعد الوفات بھی سلام کے جواب کی عظیم سعادت نصیب ہوتی ہے۔ کیونکہ قبر اطہر میں تا قیامت آپ ﷺ کا جسد انور محفوظ بھی ہے اور زندہ بھی ہے۔ لیکن مخفی حیات کے ساتھ۔ (۵) جیسے دنیا میں کوئی مسلمان جذبات محبت سے سرشار ہوکر دربار نبوت میں رخ انور کے دیدار کے لئے حاضر ہوتا تو آپ ﷺ خوش ہوتے، بعد الوفات بھی سچے محبین اور عشاق کی حاضری کے وقت خوش ہوتے ہیں۔ (۶) جیسے دنیا میں دربار نبوت کے حاضر باش درخواست کرتے اور آپ ﷺ ان کے لئے دعا اور استغفار کرتے ایسے ہی بعد الوفات بھی زائرین کی درخواست پر دعا اور استغفار کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ در نبوت کھلا ہے آئے جس کا جی چاہے۔

دلیل نمبر ۲۱: یوسف بن راشد اور ابو جعفر عقیلی نے ایسی سند کے ساتھ حدیث نقل کی ہے جس میں کوئی خرابی نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس مسلمان نے عمداً اور قصداً میری زیارت کی (حیات میں یا بعد الوفات) وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا۔ (شعب الایمان ۴۱۵۲، الصلاۃ ص ۱۴۷)

دلیل نمبر ۲۲: محدث بزار نے حدیث نقل کی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من زار قبری حلت له شفاعتی'' (مسند بزار ۱۱۹۸) جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری سفارش حلال ہوگئی (وہ میری سفارش کے لائق ہوگیا) (الصلاۃ ص ۱۴۷)

دلیل نمبر ۲۳: جس نے میری وفات کے بعد حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی پس گویا کہ اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (سنن دار قطنی ۲۷۸، معجم کبیر طبرانی ۱۴۰۶، الصلاۃ ۱۴۷)

دلیل نمبر ۲۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی (حیات میں یا بعد الوفات) پس تحقیق اس نے میرے ساتھ بدسلوکی اور بدخلقی کی۔ (الصلاۃ ص ۱۴۷)

فائدہ: اس آدمی کے اس رویے کو بدسلوکی اور بدخلقی تب کہا جاسکتا ہے جب آپ کے جسد اطہر میں حیات ہو۔

دلیل نمبر ۲۵: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی یا فرمایا جس نے میری زیارت کی، میں اس کے لئے سفارشی اور گواہ ہوں گا۔ (مسند طیالسی ۶۵۰، الصلاۃ ۱۴۷)

دلیل نمبر ۲۶: نبی کریم ﷺ کا ادب و احترام آپ کی حیات میں اور بعد الوفات واجب ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی حیات میں آپ ﷺ کی طرف ہجرت سب چیزوں سے زیادہ اہم تھی وفات کے بعد بھی اسی طرح اہم ہے (کیونکہ آپ ﷺ اپنی مدینہ والی قبر اطہر میں اب بھی مخفی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ (الصلاۃ ص ۱۵۰)

دلیل نمبر ۲۷: وہ احادیث جو عام قبور کی زیارت کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں مثلاً (صحیح مسلم ۹۷۷) نیز مردوں کے لئے عام قبور کی زیارت کے استحباب پر اجماع ہے تو نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت بطریق اولیٰ مستحب ہوگی۔ البتہ عورتوں کے لئے غیر نبی کی قبر کی زیارت کے بارے میں اختلاف ہے۔ ''واما زیارۃ قبرہ ﷺ فالاجماع علی استحبابہا للرجال والنساء'' لیکن مردوں اور عورتوں کے لئے نبی اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کے استحباب پر عملی اجماع ہے۔ (الصلاۃ ص ۱۵۰)

دلیل نمبر ۲۸: اجماع قولی: قاضی ابوالفضل فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت سب مسلمانوں کا ایسا طریقہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (الصلاۃ ص ۱۵۰)

ازالہ شبہ

شیخ الاسلام فیروز آبادی نے قبر اطہر کی زیارت کے استحباب پر دلائل تحریر کرنے کے درمیان ایک اور حدیث بھی ذکر کی ہے جس سے متشددین لوگ قبر اطہر کی زیارت کے عدم جواز پر دلیل پکڑتے ہیں۔ اس کے جواب میں شیخ الاسلام فیروز آبادی فرماتے ہیں اسی حدیث سے قبر شریف کی زیارت کا دو طریقہ سے استحباب ثابت ہوتا ہے وہ حدیث یہ ہے: ''لاتشدالرحال الا الی ثلاثۃ مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ھذا'' (صحیح البخاری ۱۱۳۲) اسی حدیث سے قبر مبارک کی زیارت کے استحباب پر استدلال ملاحظہ کیجئے:

۱...... تین مساجد کی طرف شد رحال (یعنی سفر کرنا) درجہ بدرجہ ان کی فضیلت کی وجہ سے ہے سو ان مساجد کی طرف شد رحال جواز بلکہ استحباب کی وجہ ان کی فضیلت ہے اور نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے متعلق عقیدہ یہ ہے۔ ''ان موضع قبرہ ﷺ افضل بقاع الارض'' نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک والی جگہ زمین کے تمام قطعات میں سے افضل ہے۔ حتیٰ کہ کعبہ اور بیت المقدس سے بھی افضل ہے اور خود رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک تمام مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ افضل اور زیادہ مکرم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے علاوہ کسی کی حیات کی قسم نہیں اٹھائی (اشارہ ہے لعمرک پارہ ۴ کی طرف) (قسم ہے آپ ﷺ کی حیات کی) اور اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے آپ ﷺ پر ایمان لانے کا اور آپ ﷺ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اور جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دے دوں پھر ان سب کے بعد ایک عظیم رسول آئے تو تم اس پر ضرور بضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور بضرور اس کی مدد کرو گے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں پر آپ ﷺ کو فضیلت دی اور آپ ﷺ کے ذریعہ آئندہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر کے آپ ﷺ کو ختم نبوت کے اعزاز سے سرفراز کیا اور علیین میں بھی آپ کا درجہ بلند کیا۔ پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ سرور کائنات ﷺ ساری مخلوق سے (حتیٰ کہ بیت اللہ، بیت المقدس اور مسجد نبوی سے) بھی افضل ہیں اور آپ ﷺ کی قبر اطہر کی مٹی باقی ساری زمین سے افضل ہے اور آپ ﷺ کے جسم مقدس کے ساتھ جو مٹی مس کئے ہوئے ہے وہ عرش معلیٰ سے افضل ہے۔ پس جب بوجہ فضیلت ان تین مساجد کی طرف شد رحال مستحب ہے تو جو ذات افضل الخلق اور بیت اللہ، بیت المقدس اور مسجد نبوی سے حتیٰ کہ عرش سے بھی افضل ہے۔ اس کی طرف شد رحال بطریق اولیٰ مستحب ہے۔ مذکورہ بالا حدیث

سے تین مساجد کی طرف شد رحال کا استحباب عبارت النص سے ثابت ہوا اور نبی پاک ﷺ اور آپ کی قبر اطہر کی طرف افضل الافضل ہونے کی وجہ سے بطریق دلالۃ النص ثابت ہوا۔

۲...... حدیث بالا کے پیش نظر جب مسجد نبوی کی طرف شد رحال کا مستحب ہونا ثابت ہوا تو اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ایک مخلص مؤمن مسجد نبوی کی طرف جائے اور نبی کریم ﷺ اور آپ کی قبر اطہر کی طرف جانے کا قصد نہ کرے اور یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سچا محب عاشق صادق آپ کا قدر شناس آپ ﷺ کی تعظیم وادب بجالانے والا مسجد نبوی میں داخل ہو، حجرہ مبارک کا روح پرور، مسرت ومحبت افزا، سوہانہ منظر سامنے ہو اور یہ بھی یقین ہو کہ ہمارے محبوب، محبوب العالمین، محبوب رب العالمین زائرین کا سلام وکلام سنتے ہیں اور جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس سب کے باوجود حجرہ مبارک اور قبر اطہر کی زیارت کا قصد نہ کرے۔ اس لئے جب کوئی مخلص مومن مسجد نبوی کے لئے شد رحال کرے گا تو لازماً نبی کریم ﷺ کے حجرہ مبارک اور قبر اطہر کی زیارت کا قصد بھی کرے گا۔ پس اس حدیث سے مسجد نبوی کی طرف شد رحال کا استحباب دلالۃ مطابقی سے اور حجرہ مبارک اور قبر اطہر کی طرف شد رحال کا استحباب دلالۃ التزامی سے ثابت ہوا۔

۳...... یہ بھی قابل غور ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ دوسرے مقامات کی طرف بغرض تجارت اور دنیوی منافع کے حصول کے لئے شد رحال جائز ہے تو حجرہ مبارک اور قبر اطہر کی زیارت جس میں عظیم ترین اخروی منافع ہیں اس کی طرف بطریق اولیٰ شد رحال مستحب ہوگا۔

۴...... اہل اسلام کا اس پر بھی عملاً اجماع ہے کہ آں حضرت ﷺ کی وفات سے لے کر اب تک حج کے بعد نبی کریم ﷺ اور آپ کی قبر اطہر کی زیارت کے لئے شد رحال ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے، اس لئے قبر اطہر کی زیارت کے لئے شد رحال کو کار معصیت بتانا اور اس سے منع کرنا اجماع امت کے خلاف ہے۔ (الصلاۃ ص ۱۴۹ تا ۱۵۰)

آداب زیارت اور صلاۃ وسلام سے اثبات حیات

تمہید: شیخ الاسلام فیروز آبادی نے قبر اطہر پر حاضری وزیارت کے آداب، صلوٰۃ وسلام کا طریقہ اور صلوٰۃ وسلام کے کلمات ذکر کئے ہیں ان میں سے بعض آداب اور بعض کلمات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ وفات کے بعد سرور کائنات ﷺ اپنی مدینہ والی ارضی قبر اطہر میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں لیکن باطنی اور مخفی حیات کے ساتھ ہیں کہ ظاہر بدن پر کھلی اور محسوس زندگی والے ظاہری آثار نظر نہیں آتے وہ زندگی لوگوں کے حواس ظاہرہ کے شعور وادراک سے بالاتر ہے ولکن لاتشعرون۔ مگر اللہ تعالیٰ کے لئے ظاہر ہے اس پر مخفی نہیں، یہی مطلب ہے احیاء عند ربھم کا۔ وہ چند آداب اور چند کلمات ملاحظہ کیجئے:

ادب نمبر ا

دلیل نمبر ۲۹: (۱، ۲، ۳) "ثم یأتی القبر الشریف من ناحیۃ قبلۃ فیقف عند محاذاۃ تمام اربعۃ اذرع من رأس القبر الشریف بعیدا منہ بحیث یجعل القندیل علی رأسہ والسماء الذی فی الحائط محاذ بہ"

(الصلاۃ ص ۱۵۹) "ثم یتقدم نحوا من ذراع... ثم نحوا من ذراع" (الصلاۃ ص ۱۶۰) پہلے مسجد نبوی میں دو رکعت نماز پڑھے پھر قبلہ کی جانب سے قبر شریف کے پاس آئے اور قبر کے سر کی جانب دیوار میں جو کیل لگا ہوا ہے۔ اس کے سامنے چار ہاتھ پیچھے کھڑا ہو جائے اور فانوس اس کے سر کے اوپر ہو پھر ایک ہاتھ بائیں جانب آگے ہو کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے کھڑا ہو...... پھر ایک ہاتھ کے قریب اور آگے ہو جائے اور حضرت عمر کی قبر کے سامنے کھڑا ہو جائے۔

فائدہ: تینوں قبور کے پاس کھڑے ہونے کی جو جگہ بتائی گئی ہے وہ صاحب قبر کے چہرے کے سامنے ہو جاتی ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے تا کہ نبی کریم ﷺ اور شیخین کو زائر کی طرف دیکھنے میں آسانی ہو جیسا کہ دنیا میں کسی کی زیارت اور اس سے ملاقات کرنی ہو تو زیارت کنندہ اور ملاقاتی چہرہ کے سامنے ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ بلکہ شیخین بھی اپنے اپنے درجہ کے اعتبار سے جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں اور اگر حیات نہ ہو تو ہر طرف کھڑا ہونا برابر ہے، چہرہ کے سامنے کھڑے ہونے کا زندوں والا طریقہ اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور دنیا والی زندگی سے زیادہ شعور وادراک کے ساتھ زندہ ہیں۔

ادب نمبر ۲

دلیل نمبر ۳۰: (۴، ۵، ۶) "ثم لیقل السلام علیک یا رسول اللہ... ویسلم علی ابی بکر الصدیق... ویسلم علی عمر بن الخطاب" (الصلاۃ ص ۱۶۰) قبر کے پاس حاضر ہو کر پہلے رسول اللہ ﷺ کو...... پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو...... اور اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کرے۔

فائدہ: جب بوقت زیارت نبی کریم ﷺ، شیخین کو سلام کیا جاتا ہے بلکہ عام مسلمانوں کے قبور پر بھی سلام کا حکم ہے تو یہ سلام تب صحیح ہوگا جب اموات کو بالخصوص سرور کائنات ﷺ اور شیخین کو مسلَّم کا اور اس کے سلام کا علم وشعور ہو ورنہ جس کو مسلَّم کا اور اس کے سلام کا علم وشعور نہ ہو اس کو سلام کرنا محال ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "فان السلام علی من لا یشعر ولا یعلم بالمسلِّم محال وقد علَّم النبی ﷺ امته اذا زاروا القبور ان یقولوا سلام علیکم اهل الدیار الخ... وهذا السلام لموجود یسمع ویعقل ویرد وان لم یسمع المسلم الرد"

(کتاب الروح ص ۱۳)

پس تحقیق اس آدمی کو سلام کرنا محال ہے جس کو سلام کنندہ کا شعور اور علم نہ ہو، تحقیق نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو یہ بات سکھائی ہے کہ جب وہ قبور کی زیارت کریں تو یوں کہیں سلام علیکم اهل الدیار الخ۔ اے اہل قبور یعنی مؤمنین اور مسلمین تم پر سلام اور سلام اس موجود شخص کو کیا جاتا ہے جو سنتا، سمجھتا ہو اور سلام کا جواب بھی دے سکتا ہو۔ اگرچہ سلام کرنے والا اس کے جواب کو نہ سنتا ہو جب سلام موقوف ہے اس بات پر کہ جس کو سلام کیا جائے اس کو سلام کنندہ کا اور اس کے سلام کا علم وشعور ہو اور وہ سلام کا جواب بھی دے سکتا ہو اور یہ تب ہو سکتا ہے جب اس میں حیات ہو۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ اور ان پر سلام لقاء اور سلام وداع سے معلوم ہوا کہ قبر میں موجود جسد عنصری میں حیات ہے اور اس کو سلام کنندہ کا علم ہو جاتا ہے وہ سلام کو بقدرۃ الٰہی سنتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے۔

ادب نمبر ۳

دلیل نمبر ۳۱: (۷، ۸، ۹) سرور کائنات ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما کی قبور مبارکہ کی زیارت کے وقت سلام کا

طریقہ مختصراً ملاحظہ کیجئے: ''ثم یعقل السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ، السلام علیک یا سید المرسلین، السلام علیک یا خاتم النبیین الخ'' یہاں پر مؤلف فیروز آبادی نے پچیس جملے نقل کئے ہیں جن میں سے ہر جملہ کے اندر نبی کریم ﷺ کو صیغہ خطاب کے ساتھ مخاطب بنا کر بعض جملوں میں سلام کا، بعض میں صلوٰۃ کا بعض میں شہادتین کا، بعض میں امت پر آپ کے احسانات کا، بعض میں غلبہ دین کے لئے آپ کی جفاکشی اور جہاد کا، بعض میں آپ کے دنیوی واخروی خصائص وفضائل اور کمالات کا ذکر ہے جب کہ بعض جملوں میں آپ کے لئے دعاؤں کا ذکر ہے۔ پھر ان میں سے چودہ جملوں میں خطاب کے ساتھ ندائیہ کلمہ کے ساتھ فلاں کا ذکر بھی ہے۔

دلیل نمبر ۳۲: ''ثم یرجع الی الموقف الاول قبالۃ وجہ رسول اللہ ﷺ فیتوسل بہ فی حق نفسہ ویستشفع بہ الی ربہ'' (الصلاۃ ص ۱۶۰) قبر اطہر کے پاس جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فارغ ہو جائے تو دوبارہ واپسی میں نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کے پاس پہلی جگہ کی طرف یعنی رسول اللہ ﷺ کے چہرانور کی طرف لوٹ آئے اور آپ ﷺ کے وسیلہ سے اپنے لئے دعا کرے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں رب تعالیٰ کے ہاں اپنے لئے شفاعت کی درخواست کرے۔

فائدہ: استشفاع کا معنی ہے کسی سے سفارش کی درخواست کرنا استشفاع کے جواز بلکہ استحباب کا عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کے درمیان متفق علیہ رہا ہے اور نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کے پاس استشفاع موقوف ہے حیات فی القبر پر، پس عقیدہ استشفاع سے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا ہمارے محبوب، سرور کائنات ﷺ جسد عنصری کے ساتھ اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۳۳: شیخ الاسلام فیروز آبادی رحمہ اللہ نے درود شریف کے مختلف کلمات تحریر کرنے سے پہلے لکھا: ''وھذہ الالفاظ التی نذکرھا کلھا مرویۃ عن النبی ﷺ'' پس یہ کلمات احادیث مرفوعہ کے حکم میں ہیں، ان کلمات میں یہ کلمات بھی ہیں: ''اللھم ابلغہ منا السلام واردد علینا منہ السلام'' (الصلاۃ ص ۱۶۸)

اے اللہ! ہمارا سلام آپ ﷺ تک پہنچا دے اور ان کا جواب ہمیں نصیب فرما دے یہ سلام کہاں پہنچتا ہے، قبر اطہر میں موجود ذات کی طرف اور جواب بھی وہیں سے نصیب ہوتا ہے جیسا کہ دوسری حدیثوں میں اس کی صراحت ہے اور سلام قبول کرنا اور جواب دینا موقوف ہے حیات پر۔

فائدہ: شیخ الاسلام فیروز آبادی نے اختصار سے کام لیتے ہوئے شیخین کی قبور کی زیارت کے وقت صیغہ خطاب کے ساتھ صرف ایک جملہ میں سلام کا ذکر کیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۶) کے حوالہ سے شیخین کی قبور کی زیارت سے متعلقہ تفصیل نقل کر دی جائے۔ واضح رہے کہ فتاویٰ عالمگیری اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کے دور خلافت میں پانچ صد جید علماء کرام کا مرتب کردہ اسلامی وشرعی قانون ہے۔ لکھتے ہیں ''ویتحول قدر ذراع حتی یحاذی رأس الصدیق الخ'' اور ایک ہاتھ اپنی بائیں جانب آگے پھر جائے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرہ کے برابر ہو جائے اور یوں کہے: ''السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ، السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار، السلام علیک یا رفیقہ فی الاسفار، السلام علیک یا امینہ فی الاسرار۔ جزاک اللہ عنا افضل ما جزی اماماً الخ'' یہاں پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے متعلقہ تیرہ جملے مذکور ہیں جن میں تیرہ خطاب کے صیغے ہیں ان میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ پھر ان میں سے چار جملوں میں

خطاب کے علاوہ ندا بھی ہے...... ''ثم یتحول حتی یحاذی قبر عمر فیقول'' اس کے بعد اپنی بائیں جانب ایک ہاتھ اور آگے ہو جائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کے برابر ہو جائے اور یوں کہے السلام علیک یا امیر المؤمنین، السلام علیک یا مظہر الاسلام، السلام علیک یا مکسر الاصنام، جزاک اللہ عنا افضل الجزاء الخ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت سے متعلقہ چودہ جملے مذکور ہیں جن میں چودہ خطاب کے صیغے ہیں۔ ان میں سے تین جملوں میں ندا بھی ہے۔ خطاب اور ندا اس موجود آدمی کو ہو سکتا ہے جو سن سکتا ہو۔ اس کو مخاطب بنایا جا سکتا ہو وہ عقل و شعور بھی رکھتا ہو اور یہ تینوں امور موقوف ہیں حیات پر۔ چنانچہ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''والخطاب والنداء لموجود یسمع ویخاطب ویعقل'' (کتاب الروح ص ۱۳) خطاب اور ندا اس موجود آدمی کو ہوتا ہے جس میں سننے، سمجھنے اور مخاطب بننے کی اہلیت ہو اور یہ موقوف ہے حیات پر۔ معلوم ہوا کہ جب مدینہ والی ارضی قبور کی زیارت کے وقت ان کو خطاب و ندا ہوتی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ مدینہ والی قبور مبارکہ میں موجود تینوں اجساد مقدسہ اپنے اپنے درجہ کے اعتبار سے زندہ ہیں اور سننے، سمجھنے اور مخاطب بنن کی اور سلام کے جواب دینے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔

آثار صحابہ و تابعین

دلیل نمبر ۳۴: یزید بن مہدی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کو الوداع کہا تو انہوں نے کہا مجھے آپ کے ساتھ ایک کام ہے میں نے پوچھا اے امیر کیا کام ہے؟ انہوں نے کہا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ جب آپ مدینہ منورہ پہنچیں گے تو آپ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کو دیکھیں گے۔ پس نبی کریم ﷺ کی خدمت میں میرا سلام پیش کرنا۔ (شعب الایمان ۴۱۱۷، الصلاۃ ص ۱۵۱)

فائدہ: سلام کا پیغام زندہ کے پاس بھیجا جاتا ہے بے جان مردہ کے پاس نہیں بھیجا جاتا۔

دلیل نمبر ۳۵: حاتم بن وردان کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ شام سے مدینہ کی طرف قاصد بھیجتے تھے تا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ان کا سلام پہنچائے۔ (شعب الایمان ۴۱۶۶، الصلاۃ ص ۱۵۱)

دلیل نمبر ۳۶: مسند دارمی میں ہے فتنہ حرہ کے ایام میں تین دن تک اذان و اقامت نہ ہو سکی اور سعید بن المسیب نے مسجد نبوی میں ٹھکانہ بنا لیا لیکن نماز کے وقت کا پتہ نہ چلتا ہاں جب قبر اطہر سے گن گناہٹ کی آواز آتی تو پھر پتہ چلتا۔ (الصلاۃ ص ۱۵۱)

دلیل نمبر ۳۷: ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں میں نے حج کیا، حج کے بعد مدینہ منورہ آیا اور نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کی طرف آیا میں نے آپ پر سلام کہا تو میں نے حجرہ مبارک کے اندر سے یہ آواز سنی وعلیک السلام۔

(الصلاۃ ص ۱۵۱)

دلیل نمبر ۳۸: ابو الخیر اقطع کہتے ہیں میں مدینہ میں داخل ہوا اور پانچ دن تک بھوکا رہا کوئی چیز چکھ نہ سکا۔ پھر میں قبر اطہر کے پاس آیا میں نے نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور میں نے کہا: ''انا ضیفک اللیلۃ یا رسول اللہ'' یا رسول اللہ آج رات میں آپ کا مہمان ہوں، اس کے بعد میں ایک طرف ہو کر منبر شریف کے پیچھے سو گیا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے دائیں جانب حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، بائیں جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے حرکت دی اور کہا کھڑا ہو جا رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ میں آپ ﷺ کی طرف کھڑا ہو گیا اور میں نے آپ کی پیشانی مبارک کو چوما، آپ ﷺ نے مجھے ایک روٹی عطاء کی۔ میں نے آدھی روٹی کھائی، پھر میں بیدار ہوا تو بقیہ آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ (تاریخ دمشق ج ۲۲ ص ۱۶۱، تاریخ الاسلام ۲ ۲۶۳، الصلاۃ ص ۱۵۱)

دلیل نمبر ۳۹: شیخ الاسلام فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ طویل سند کے ساتھ سلیمان بن سحیم کا واقعہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا میں نے کہا یا رسول اللہ! ''هولاء الذين يأتونك ويسلمون عليك اتفقه سلامهم؟'' یہ لوگ جو آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ کو سلام کرتے ہیں کیا آپ ان کے کلام کو سنتے سمجھتے ہیں ''قال نعم وارد عليهم'' فرمایا ہاں! میں ان کا سلام سنتا سمجھتا ہوں اور ان کو جواب بھی دیتا ہوں۔

(شعب الایمان ۴ ۱۵۶، الصلاۃ ۱۵۱)

دلیل نمبر ۴۰: حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیت المقدس فتح ہونے کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے واپسی کا سفر شروع کیا تو آپ جابیہ میں تشریف لائے یہاں آپ سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے درخواست پیش کی کہ آپ ان کو شام میں ٹھہر جانے کی اجازت دیں، آپ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت بلال نے شام کو اپنا مسکن بنالیا، وہاں نکاح بھی کر لیا پھر ایک رات حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا: ''ماهذه الجفوة يا بلال؟ ما آن لك ان تزورني يا بلال؟'' اے بلال! یہ کیا بے رخی اور بدسلوکی ہے اے بلال کیا آپ کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ آپ میری زیارت کریں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو غمگین، پریشان اور خوفزدہ، فوراً اونٹنی پر سوار ہوئے اور مدینہ کے ارادہ سے سفر شروع کر دیا۔ سیدھے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر آئے۔ پرانی یادیں تازہ ہوئیں، آنسو کی جھڑی لگ گئی زار و قطار رو رہے ہیں چہرے کو قبر مبارک پر رگڑ رہے ہیں۔ اتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ بلال رضی اللہ عنہ ان کو سینے سے لگاتے ہیں ان کو چومتے ہیں، جنت کے دونوں شہزادوں، سرداروں نے شوق ظاہر کیا کہ آج ہم آپ کی وہ اذان سننا چاہتے ہیں جو آپ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اذان کہا کرتے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فوراً تیار ہو گئے۔ مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور اپنی اذان والی اسی جگہ پر کھڑے ہو گئے جہاں وہ پہلے کھڑے ہو کر اذان کہتے تھے۔ پس جب اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا تو اہل مدینہ کی چیخیں نکل گئیں۔ پھر جب کہا اشهدان لا اله الا الله، تو چیخ و پکار اور زیادہ ہو گئی اور جب کہا اشهدان محمد رسول اللہ! تو پردہ دار جوان خواتین بھی پردہ سے باہر نکل آئیں یہ سن کر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ شاید رسول اللہ ﷺ اٹھ کر آ گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ کے مردوں اور عورتوں کو اتنا روتا نہیں دیکھا گیا جتنا اس دن روتا دیکھا گیا۔ (تاریخ دمشق ج ۷ ص ۱۳۷، الصلاۃ ص ۱۵۲)

فائدہ: اس واقعہ سے ایک تو قبر مبارک کی طرف سفر کرنے کا جواز صحابی رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عمل سے ثابت ہوا، علاوہ ازیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا یہ واقعہ ہے اور کثیر تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہیں یقیناً حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مدینہ میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم میں بھی یہ واقعہ آیا ہوگا۔ اس کے باوجود کسی صحابی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر سکوت اس بات کا ثبوت ہے کہ قبر اطہر کی طرف سفر کے جواز و استحباب پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے یہ بھی غور طلب بات ہے کہ معاذ اللہ!

اگر رسول اللہ ﷺ کا جسد عنصری جو قبر میں موجود و محفوظ ہے۔ اس میں حیات نہیں تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ زیارت کے لئے کیوں آ رہے ہیں؟ اور رسول اللہ ﷺ ان کو اپنے سے دوری پر بے رخی اور بدسلوکی کا طعنہ کیوں دیتے ہیں؟ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو قبر اطہر کی طرف آنے کا ترغیبی جملہ کس لئے ارشاد فرماتے ہیں؟ ان سب امور سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے جسد عنصری میں کامل حیات ہے، لیکن وہ حیات مخفی، باطنی اور زیر پردہ ہے۔ اس لئے بدن عنصری کی اس حیات کو حیات برزخی کہا جاتا ہے یعنی زیر پردہ مخفی حیات۔

(نوٹ) حیات انبیاء علیہم السلام کے ہر پہلو پر تفصیلی معلومات کے لئے احقر کی کتاب عقیدہ حیات الانبیاء کا مطالعہ کیجئے۔

فائدہ: شیخ الاسلام فیروز آبادی رحمہ اللہ نے انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الوفات ثابت کرنے کے بعد بطور تفریع کے ایک مسئلہ تحریر کیا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی قارئین کے گوش گزار کیا جائے۔ مؤلف فیروز آبادی فرماتے ہیں: ''واذا تقرر انہ حی فلا یقال علیہ السلام او علیک السلام یا رسول اللہ لانہا من تحیۃ الموتی'' جب یہ ثابت ہو چکا کہ نبی کریم ﷺ کا جسد عنصری مخفی حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہے تو آپ ﷺ پر سلام پیش کرتے وقت علیہ یا علیک کے لفظ کو سلام پر مقدم کر کے یوں نہ کہا جائے علیہ السلام یا علیک السلام کیونکہ ان لفظوں کے ساتھ مردوں کو سلام کیا جاتا ہے۔ دونوں احتمال ہیں کہ موتی سے مراد اہل قبور ہوں یا کفار دونوں صورتوں میں شیخ الاسلام فیروز آبادی کا مقصد یہ ہے کہ ان لفظوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کو سلام کرنا مناسب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ کیونکہ جیسے دنیوی حیات میں آپ ﷺ کو ان لفظوں کے ساتھ سلام نہیں کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس طرح سلام کرنے سے منع فرما دیا تھا کہ یہ مردوں کا سلام ہے چونکہ بعد الوفات آپ ﷺ کا جسد عنصری پہلے سے بھی اعلیٰ حیات کے ساتھ زندہ ہے اس لئے جن لفظوں کے ساتھ دنیوی زندگی میں سلام ممنوع تھا وہ بعد الوفات بھی بوجہ حیات کم از کم مکروہ ہوگا۔

ازالہ شبہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان لفظوں کے ساتھ سلام کہنے سے منع فرما دیا ہے تو عرب و عجم کے مصنفین کتب اپنی کتابوں میں ان ممنوع لفظوں کے ساتھ بکثرت سلام کیوں کہتے ہیں۔ شیخ الاسلام فیروز آبادی رحمہ اللہ نے اس شبہ کے ازالہ کے لئے اور اس سوال کے جواب کے لئے سلام سے متعلقہ دو قسم کی حدیثوں میں بہت ہی عمدہ تحقیق کی ہے جس سے یہ شبہ بھی زائل ہو جاتا ہے اور حدیثوں میں پایا جانے والا ظاہری تضاد بھی دور ہو جاتا ہے۔

سلام کے متعلق دو حدیثوں پر تحقیق

شیخ الاسلام فیروز آبادی نے پہلے علیہ السلام اور علیک السلام کی منع والی حدیث نقل کی ہے جو سنن ترمذی اور سنن ابی داؤد میں مذکور ہے ابن ابی جری الھجیمی جن کا نام سالم بن جابر یا جابر بن سلیم ہے وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے عرض کیا علیک السلام یا رسول اللہ فقال لا تقل علیک السلام فان ''علیک السلام'' تحیہ الموتی۔ (رواہ ابو داؤد فی سننہ باب کراھیۃ ان یقول علیک السلام ج ۲ ص ۳۵۱ و رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ فی مصنفہ ۲۵۷۸، و رواہ الترمذی فی سننہ باب ما جاء فی کراھیۃ ان یقول علیک السلام مبتدأ ج ۲ ص ۱۰۱)

''باسناد حسن بلفظ طلبت النبی ﷺ فلم اقدر علیہ فجلست فاذا نظر ھو فیھم و لا اعرفہ و ھو یصلح بینھم فلما فرغ قام معہ بعضھم فقالوا یا رسول اللہ فلما رأیت ذالک قلت علیک السلام یا رسول اللہ، علیک السلام یا رسول اللہ، علیک السلام یا رسول اللہ، قال ان علیک السلام تحیۃ المیت ثم اقبل علیّ فقال اذا لقی الرجل أخاہ المسلم فلیقل السلام علیک و رحمہ اللہ ثم رد علیّ النبی ﷺ و علیک و رحمۃ اللہ فقلت السلام علیک و رحمۃ اللہ قال و علیک و رحمۃ اللہ''

سنن ترمذی میں یہ روایت ان لفظوں کے ساتھ ہے روای کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی غرض سے آپ کی جستجو کی لیکن مجھے نبی کریم ﷺ کا پتہ نہ چل سکا۔ پس میں بیٹھ گیا اچانک ایک جماعت پر نظر پڑی جس میں آپ موجود تھے لیکن میں آپ ﷺ کو پہچانتا نہیں تھا۔ آپ ﷺ ان کے درمیان صلح کرار ہے تھے۔ پس جب آپ ﷺ صلح سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے تو ان میں سے بعض حضرات آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے کہا علیک یا رسول اللہ، علیک یا رسول اللہ، علیک یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فوراً جواب نہ دیا بلکہ فرمایا بے شک ''علیک السلام'' مردہ کے لئے سلام ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب آدمی اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے تو یوں کہے السلام علیک ورحمۃ اللہ! پھر نبی کریم ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیا وعلیک السلام۔ پھر اس شخص نے اصل طریقہ کے مطابق دوبارہ سلام کیا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ آپ ﷺ نے جواب دیا وعلیک ورحمۃ اللہ!

اس کے بالمقابل دوسری صحیح حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندوں اور مردوں کے لئے سلام ایک جیسا ہے یعنی السلام علیک وہ حدیث یہ ہے: ''السلام علیکم دار قوم مؤمنین'' (صحیح مسلم ۹۴۷، سنن نسائی ۲۰۳۹، سنن ابن ماجہ ۱۵۴۶) وھذا اقوی من حیث الدلیل منع والی پہلی حدیث کے مقابلہ میں یہ قوی حدیث ہے۔ (منع والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے مردوں کے لئے سلام یوں ہے علیک السلام جب کہ اس دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زندوں کی طرح مردوں کے لئے بھی سلام یہ ہے السلام علیک ورحمۃ اللہ)

مؤلف فیروز آبادی کے نزدیک دوسری حدیث سنداً قوی ہے اس لئے اس کو ترجیح ہوگی، حضرت عمر بن عبدالعزیز کے سامنے ایک واعظ نے کہا صلی اللہ علیہ وعلیہ السلام، ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کو کچھ نہ کہا۔ یزید بن عبداللہ کہتے ہیں کہ صحابہ وتابعین اس بات کو پسند کرتے تھے کہ وہ یوں کہیں اللّٰھم صلّ علی محمد النبی الامیّ علیہ السلام!

شیخ الاسلام فیروز آبادی فرماتے ہیں کہ منع والی حدیث اور ان آثار میں یوں تطبیق ہوسکتی ہے کہ اگر ابتداءً سلام کرنا مقصود ہو تو ابتداء لفظ سلام کے ساتھ کی بجائے یعنی یوں کہا جائے السلام علیک اور اس صورت میں علیک السلام نہ کہا جائے۔ جیسا کہ منع والی حدیث میں ہے۔ شاید امام ترمذی رحمہ اللہ نے باب کے عنوان میں ''مبتدءاً'' کے لفظ سے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب اصل مقصود ہو سلام تو اس صورت میں علیک کو مقدم کر کے علیک السلام کہنا مکروہ ہے۔ البتہ جب مقصود ہو آپ کی ذات مبارک، یا نام مبارک یا درود کا ذکر اور سلام کا ذکر تبعاً ہو تو اس صورت میں علیہ السلام یا علیک السلام کہا جائے گا۔ اس میں کوئی کراہت اور کوئی قباحت نہیں۔ مصنفین کی کتابوں میں علیہ السلام یا علیک السلام کا محمل اور اس کا محل یہی صورت ہے کہ جہاں آپ کی ذات مبارک یا نام مبارک یا درود اصل ہو

اور سلام کا ذکر تبعاً ہو۔ وہاں کہا جاتا ہے کہ علیہ السلام یا علیک السلام، اس کی دوسری تعبیر یہ ہوسکتی ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر پر یا دوسری قبور پر حاضری کے وقت سلام کیا جائے تو یوں کہا جائے گا۔ السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیکم یا اہل القبور، السلام علیکم دار قوم مؤمنین ،لیکن اگر قبر اطہر پر حاضری نہ ہو یعنی مسلم علیہ یا مسلم علیہ کی قبر سامنے نہ ہو اور اس سے غیبۃ کی حالت ہو تو اس صورت میں علیہ یا علیک السلام کہنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ مروج طریقہ یہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قبر اطہر پر حاضری اور زیارت کے وقت زندوں کی طرح سلام کیا جائے گا، کیونکہ آپ ﷺ اپنی قبر اطہر میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں لیکن وہ حیات حقیقی ہونے کے باوجود جن وانس سے مخفی اور غیر شعوری ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولکن لا تشعرون۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخفی نہیں بلکہ ظاہر ہے یہی مطلب ہے۔ عند ربھم کا۔ (الصلاۃ ص ۱۵۳، ۱۵۴)

سماع صلاۃ وسلام عند القبر کے منکرین پر رد

شیخ الاسلام فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں درج ذیل ابیات کی نظم بندی کرنے والی شخصیت نے بہت ہی عمدہ گفتگو کی ہے، ان کا مقصد ہے ان لوگوں پر رد کرنا جو نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس صلوٰۃ وسلام کے سماع کے منکر ہیں۔

وہ عربی اشعار یہ ہیں:

۱...... اَلَا اَیُّهَا الْغَادِی اِلٰی یثرب مَهْلًا ... لِتَحْمِلَ شَوْقاً مَا اُطِیْقَ لَه حملا
۲...... تَحَمَّلْ رَعَاکَ اللّٰہ مِنِّیْ تَحِیَّةً ... وَبَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْحَ مَنْ بطیبة حلا
۳...... وَقِفْ عِنْدَ ذَاکَ الْقَبْرِ فِیْ الرَّوْضَةِ الَّتِیْ ... تَکُوْنُ عَلٰی یُمْنَی الْمُصَلِّیْ اذا صلی
۴...... وَقُمْ خَاضِعاً فِیْ مَهْبَطِ الْوَحْیِ خَاشِعاً ... وَخَفِّضْ هُنَاکَ الصَّوْتَ وَاسْمَعْ لِمَا یُتْلٰی
۵...... وَنَادِ سَلَامُ اللّٰهِ یَا قَبْرَ اَحْمَد ... عَلٰی جَسَدٍ لَمْ یَبْلَ قَبْلُ وَلَنْ یَبْلٰی
۶...... تَرَانِیْ اَرانِیْ عِنْدَ قَبْرِکَ قَائِماً ... یُنَادِیْکَ عَبْدٌ مَا لَهٗ غَیْرُکُمْ مَوْلٰی
۷...... وَتَسْمَعُ عَنْ قُرْبٍ صَلَاتِیْ مِثْلَمَا ... تُبَلِّغُ عَنْ بُعْدٍ صَلَاةَ الَّذِیْ صَلّٰی
۸...... اُنَادِیْکَ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ وَالَّذِیْ ... بِهٖ خَتَمَ اللّٰهُ النَّبِیِّیْنَ وَالرُّسُلَا
۹...... نَبِیَّ الْهُدٰی لَوْلَاکَ لَمْ نَعْرِفِ الْهُدٰی ... وَلَوْلَاکَ لَمْ نَعْرِفْ حَرَاماً وَلَا حلا
۱۰...... وَلَوْلَاکَ لَا وَاللّٰهِ مَا کَانَ کَائِنٌ ... وَلَمْ یَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ حَزْناً وَلَا کلا

(الصلاۃ ص ۱۵۷)

ترجمہ اشعار

۱...... آگاہ ہو جا، اے صبح سویرے یثرب کی طرف آنے والے ٹھہر جا تا کہ اپنی طاقت کے مطابق خوب شوق پیدا کرلے۔

۲...... اللہ آپ کی حفاظت کرے میری طرف سے سلام اٹھا اور میرا سلام اس ہستی کی روح تک پہنچا جو طیبہ میں اتری ہے۔

۳...... اور اس قبر مبارک کے پاس ٹھہر جا جو روضہ میں ہے اور جب نمازی قبلہ رو ہو کر نماز پڑھتا ہے تو روضہ اس کی دائیں جانب ہے۔

۴...... اور بحالت خشوع وخضوع وحی اترنے کی جگہ میں کھڑا ہو جا، آواز کو پست کر اور جو کچھ بتایا جا رہا ہے، اس کو سن۔

۵...... اے احمد ﷺ کی قبر فخریہ اعلان کر کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہے اس جسد مبارک پر جو نہ پہلے بوسیدہ ہوا اور نہ آئندہ بوسیدہ ہوگا۔

۶...... میرا خیال یہ ہے کہ آپ اپنی قبر شریف کے پاس مجھے کھڑا دیکھ رہے ہیں اور اس حالت میں آپ کو ایسا بندہ پکار رہا ہے جس کا آپ کے سوا کوئی دوست اور مددگار نہیں۔

۷...... آپ قریب سے میرا سلام سنتے ہیں جیسا کہ دور سے اس آدمی کا سلام پہنچایا جاتا ہے جو دور سے نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتا ہے۔

۸...... میں آپ کو پکار رہا ہوں اے مخلوق میں سے بہتر ذات جس کی وجہ سے نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

۹...... اے صاحب ہدایت نبی اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت کو نہ پہچانتے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم نہ پہچان سکتے حلال وحرام کو۔

۱۰...... اگر آپ نہ ہوتے تو موجود نہ ہوتی کوئی چیز اور نہ پیدا کرتا رحمان آزاد کو اور نہ غلام کو۔ (الصلاۃ ص ۱۵۷)

عربی اشعار

۱...... يَا دَارَ خَيْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَمَنْ بِهِ	هُدِىَ الْاَنَامُ وَخُصَّ بِالْاٰيَاتِ
۲...... عِنْدِىْ لِاَجْلِكَ لَوْعَةٌ وَصَبَابَةٌ	وَتَشَوُّقٌ مُتَوَقِّدُ الْجَمَرَاتِ
۳...... وَعَلَىَّ عَهْدٌ اِنْ مَلَأْتُ مَحَاجِرِىْ	مِنْ تِلْكُمُ الْجُدْرَاتِ وَالْعَرَصَاتِ
۴...... لَاُعَفِّرَنَّ مَصُوْنَ شَيْبِىْ بَيْنَهَا	مِنْ كَثْرَةِ التَّقْبِيْلِ وَالرَّشْفَاتِ
۵...... لَوْلَا الْعَوَادِىْ وَالْاَعَادِىْ زُرْتُهَا	اَبَدًا وَلَوْ سَحْبًا عَلَى الْوَجَنَاتِ
۶...... لٰكِنْ سَأُهْدِىْ مِنْ حَفِيْلِ تَحِيَّتِىْ	لِقَطِيْنِ تِلْكَ الدَّارِ وَالْحُجُرَاتِ
۷...... اَزْكٰى مِنَ الْمِسْكِ الْمُفَتَّقِ نَفْحَةً	تَغْشَاهُ بِالْاٰصَالِ وَالْبُكُرَاتِ
۸...... وَتَخُصُّهُ بِزَوَاكِىَ الصَّلَوَاتِ	وَنَوَامِىَ التَّسْلِيْمِ وَالْبَرَكَاتِ

(الصلاۃ ص ۱۵۷، ۱۵۸)

ترجمہ اشعار

۱...... مسلمانوں میں سے بہترین شخصیت کا گھر اور گھر اس ہستی کا جس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دی گئی اور وہ آیات کے ساتھ مختص کئے گئے۔

۲...... میرے دل میں آپ کے لئے ایسا عشق ومحبت اور شوق ہے جو پتھروں کو جلا دینے والا ہے۔

۳...... میرا وعدہ ہے اگر بھر گئیں میری آنکھیں ان دیواروں اور صحنوں کی زیارت سے۔

۴...... البتہ میں غبار آلود کر لوں گا ان کے درمیان اپنی محفوظ داڑھی کو کثرت کے ساتھ ان کو چومنے اور چوسنے کی وجہ سے۔

۵...... اگر حائل نہ ہوتیں رکاوٹیں اور دشمن تو میں ہمیشہ ان کی زیارت کرتا رہتا اگرچہ منہ کے بل گھسٹ کر۔

۶...... لیکن میں ہدیہ بھیجتا ہوں ڈھیروں سلام کا اس دار اور ان حجرات میں قیام پذیر محبوب کی طرف۔

۷...... وہ محبوب زیادہ عمدہ خوشبو والا ہے اس کستوری سے جو تازہ نکلی ہوئی ہو وہ تحیات (بوجہ کثرت) اس کو ڈھانپ لیتے ہیں صبح اور شام۔

۸...... اور وہ تحیات اس محبوب کو مختص کرتے ہیں: (۱) درود کے پاکیزہ کلمات کے ساتھ (۲) اور شاخ در شاخ بڑھنے والے تسلیمات کے ساتھ اور برکات کے ساتھ۔

فائدہ: افضل درود شریف جو تین امور پر مشتمل ہو صلوٰۃ، سلام، برکت، اس لئے قطب الاقطاب فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پسندیدہ درود یہ ہے اللّٰھم صل و سلم و بارک علی سیدنا محمد و علی الہ و اصحابہ۔ (الصلاۃ ص ۱۵۷، ۱۵۸)

عربی اشعار

۱...... اَتَیْتُکَ زَائِراً وَ وَدِدْتُ اَنِّیْ جَعَلْتُ سَوَادَ عَیْنِیْ اَمْتَطِیْہِ

۲...... وَمَالِیْ لَا اَسِیْرُ عَلَی الْاَمَاقِیْ اِلٰی قَبْرٍ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْہِ

(الصلاۃ ص ۱۵۸)

ترجمہ اشعار

۱...... میں آپ کے پاس آیا بارادہ زیارت اور میری آرزو یہ تھی کہ میں بناتا اپنی آنکھ کی سیاہ پتلی کو اپنی سواری۔

۲...... اور مجھے کیا ہے کہ میں گوشہائے چشم پر نہ چلوں اس قبر کی طرف جس میں رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہیں۔

عربی اشعار

بہت خوبصورت ترین شعر وہ ہیں جو "سیدۃ النساء اہل الجنۃ" جگر گوشہ رسول مقبول ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جب قبر اطہر کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں تو قبر کے پاس درج ذیل شعر کہے:

۱...... مَا ذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدٍ اَنْ لَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

۲...... صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّہَا صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

(الصلاۃ ص ۱۵۹)

۱...... جس خوش نصیب شخص نے احمد ﷺ کی قبر اطہر کی مٹی کو سونگھا اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ساری زندگی کوئی قیمتی عطر نہ سونگھے۔

۲...... اے ابا جان! مجھ پر اتنی مصیبتیں گرائی گئیں کہ اگر وہ مصیبتیں دنوں پر گرائی جاتیں تو وہ راتیں بن جاتے۔

(الصلاۃ ص ۱۵۹)